رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینہ کی
۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ -
تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے -

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۸ء مطابق ۷ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

تازہ وحی

۷ فروری ۱۹۰۸ء - انت امام مبارک
۲- لعنة اللّٰہ علٰی من کفر -
۳- انی معک فی السماء والارض -
۴- انی معک فی الدنیا والاٰخرۃ -
۵- ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون -
... ثقفوا اخذوا وقتلوا
... وازینب -
... مٹھی بھر رہ گیا

مولود مسعود

اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے یہ خوشی کی خبر شائع کی جاتی ہے کہ ۷ فروری ۱۹۰۸ء کو چار بجے دن کے قریب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے محسن و مخدوم حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین سلمہ اللہ کے مشکوئے معلّٰے میں ایک اور لڑکا پیدا ہوا - حضرت حکیم الامۃ وقف الٰہی کے ایک خاص اور زندہ نمونہ ہیں - میرے کانوں میں وہ الفاظ اب تک گونجتے ہیں جو ایک اشتہاری طبیب کے اولاد نرینہ کے لئے علاج کرنے کی تحریک پر آپ نے فرمائے تھے کہ

مجھے دیندار اور سعادتمند اولاد کی ضرورت ہے مجرد اولاد کی حاجت نہیں

یہ الفاظ کسی معمولی دنیادار کے مُنہ سے نہیں نکل سکتے خصوصاً ایسی حالت میں کہ پیرانہ سالی ہو اور پھر اس بڑھاپے میں اس کے کئی بچے فوت ہو چکے ہوں بلکہ ان الفاظ میں نبیوں کی ایمانی قوت اور روح بول رہی ہے - ایسے ارادے اور خواہش کو جو محض خدا تعالیٰ کے لئے ہو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا بلکہ بارور فرماتا ہے یہ اس کی شان کریمی ہے چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عبدالحی جیسا بچہ جو

خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک آیۃ ہے

مولوی صاحب کو عطا فرمایا اور پھر اس کے دو اور بھائی پیدا ہوئے جن میں سے ایک اپنے وقت پر اللہ تعالیٰ کے حضور بلایا گیا اور اب تیسرا بیٹا خدا نے عطا فرمایا - یہ خبر ایک خوشی کی خبر ہے اللہ تعالیٰ اس بچے کی عمر نیکی اور سعادت میں دراز کرے اور وہ اپنے

نافع الناس باپ کی طرح

اسلام کا سچا خادم اور
نوع انسان کا حقیقی ہمدرد ہو (آمین)

میں مولوی صاحب قبلہ کو بڑی مسرت سے مبارکباد دیتا ہوں اور آخر میں دعا کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں حضرت حکیم الامۃ اور اُس کی اولاد کے لئے قبولیت دعا کا نشان ٹھہریں خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے والدین کے کنار عاطفت میں نیکی اور رحمت کے فرشتوں کے سایہ میں اس بچے کی حفاظت فرمائے - آمین -

ایک مفید رسالہ - میں نے پہلے بھی ایک مرتبہ رسالہ **فتح المیزان** کے متعلق لکھا تھا کہ یہ مفید اور معقول رسالہ ایک دہریہ کے جواب میں لاجواب لکھا گیا ہے اس میں آریوں کے بعض مسلمہ عقائد روح و مادہ کے انادی ہونے پر بھی لطیف بحث ہے - ایسے رسالوں کی اشاعت بکثرت ہونی چاہیئے خصوصاً ان ایام میں جبکہ دہریت کی تند ہوائیں چل رہی ہیں نوجوانوں کے لئے ایسے رسالوں کا پڑھنا بہت مفید ہے ۸ قیمت پر بٹالہ ضلع گورداسپور منشی حسین بخش ... سے ملے گا -

نشری نہہ کلنک اوتار - مولوی عبدالصمد صاحب سنوری نے ہندوؤں کی مستند کتابوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرشن اوتار ہونے پر بڑی دلچسپ بحث کی ہے - ۸ قیمت پر مولوی عبدالصمد سنوری مدرس ضیاء العلوم پٹیالہ سے ملیگا -

سفرنامہ کشمیر - منشی محمد دین ایڈیٹر کشمیری میگزین لاہور نے لکھا ہے مضمون نام سے ظاہر ہے - کشمیر کے مسلمانوں کے حالات سے واقفیت کا عمدہ ذریعہ ہے - کشمیری میگزین کے دفتر لاہور سے ۴ قیمت پر ملے گا -

ضرورت ہے

دو ایسے اشخاص کی جو عربی انگریزی جانتے ہوں اور دونوں زبانوں میں بالمقابل ترجمہ کر سکیں انھیں سمالی لینڈ میں جانا ہوگا ایک آسامی کی تنخواہ ۸۵ سے ۱۰۰ سو روپیہ تک ہوگی - پانچ روپیہ سالانہ ترقی کے حساب سے اور دوسری کی ۵۰ سے ۷۵ تک ہوگی درخواستیں مع ۲ کے ٹکٹ کے ایڈیٹر الحکم کے پاس

۱؎ حضرت اقدس امام علیہ السلام نے مولود کا نام عبدالوہاب رکھا اور فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص موہبت ہے -

ضلع میرٹھ حال کپورتھلہ - بقائمی ہوش و حواس و بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۵ جنوری ۱۹۰۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

نوٹ - چونکہ شرط اول و دوم و سوم کا مضمون ہر ایک وصیت میں واحد ہے - لہذا اس جگہ بوجہ طول درج نہیں کیا گیا -

چہارم - میری جائیداد جو اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے صرف مبلغ مالئہ ۱۸۰ روپیہ ہے - جو سیونگ بینک ڈاکخانہ کپورتھلہ میں جمع ہے - اس روپیہ میں یعنے جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں ہے - آج کی تاریخ سے اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کے متعلق میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے - انجمن مذکور کو اختیار ہوگا - کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے یا اس وصیت کردہ جائیداد سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے - غرض کہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہوگی - میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا -

پنجم - میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد مذکورہ بالا جائیداد ماسوائے جائیداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو - تو ایسی جائیداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے - جس کا ذکر فقرہ ماسبق نمبر ۴ میں کیا ہے - میں وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو ایسی جائیداد کی اطلاع دیتا رہوں گا - فقط

العبد

عبدالسمیع ولد عبدالرحمان قوم شیخ سکنہ مراوہ ضلع میرٹھ حالوارد کپورتھلہ

گواہ شد

ظفر احمد ولد شیخ ابراہیم ساکن حال کپورتھلہ احمدی بقلم خود

گواہ شد

فضل محمد خان رئیس ہیگووال حال وارد کپورتھلہ

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں عبداللہ ولد مراد قوم کھرل ساکن یوسف والہ چک ۲۷۸ تحصیل سمندری ضلع لائل پور سابق ٹھٹھہ پنشر ضلع منٹگمری -

بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی و رضامندی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں -

نوٹ - چونکہ شرط اول و دوم و سوم کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے - اس لئے اس کا اندراج اس جگہ نہیں کیا گیا -

چہارم - اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میں اپنی جمیع پیداوار از قسم زمین و مال مویشی کمائی وغیرہ کا اپنی زندگی میں ۱/۱۰ انجمن احمدیہ قادیان کو ہر سال بعد وضع خرچ و قرضہ (جو حصول پیداوار کے لئے کرنا پڑتا ہے) ادا کرتا رہوں گا - اور میرے مرنے کے بعد بھی میری یہ وصیت قائم رہے گی - اور میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی ہو - میرے اس وصیت کردہ حصہ آمدنی سے کوئی تعلق نہیں - اگر میں اپنی زندگی میں اپنی جائیداد (منقولہ غیر منقولہ) کی قیمت کا تخمینہ لگا کر اور اس کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالے کر کے باقاعدہ رسید بھی حاصل کر لوں - تب بھی میری وصیت مذکورہ بالا درباره دسواں حصہ پیداوار بقیہ جائیداد پر قائم رہے گی اور میرے ورثاء احمدی ہوں یا غیر احمدی ہوں اُن کو یکمشت ادا کردہ روپیہ کی بابت گنجائش حجت یا عذر نہ رہے گی -

اگر میرے مر جانے کے بعد میرے ورثاء ۱/۱۰ حصہ پیداوار دینے میں خیانت کریں - تو انجمن مذکور کو یہ بھی وصیت ہے - کہ دسواں حصہ جائیداد الگ کر لیوے اور اپنے قبضہ میں کر لیوے -

العبد

موصی عبداللہ احمدی ولد مراد ذات کھرل سکنہ چک ۲۷۸ تحصیل سمندری ضلع لائل پور -

گواہ شد

بوٹے خان احمدی ساکن تلونڈی سوہا سنگھ ضلع سیالکوٹ حال پٹواری نہر حلقہ نمبر ۲۸۰ بقلم خود

گواہ شد

محمد عمر ولد عبداللہ قوم کھرل ساکن چک ۲۷۸ تحصیل سمندری ضلع لائل پور

گواہ شد

امام بخش احمدی مدرس چک ۲۸۲ تحصیل سمندری ضلع لائلپور بقلم خود

گواہ شد

تاجا ولد سرشتہ احمدی قوم کھرل ساکن چک ۲۷۸ تحصیل سمندری ضلع لائل پور

ویدون کی حقیقت

ویدون کی نسبت ہندوون کی طرف سے کبھی یہ دعویٰ نہین ہوا کہ ان کی تعلیم شرک اور مخلوق پرستی سے خالی ہے بلکہ سب ہندو جو تقریباً للعہ یا عہ کروڑ پنجاب اور ہندوستان مین رہتے ہین بڑے پیار سے ان دیوتاؤن کو مانتے ہین جو وید مین لکھے گئے ہین اور جب ہندو سے اس کی بت پرستی یا آتش پرستی یا دوسرے ہزارون دیوتاؤن کی پوجا کی نسبت سوال کیا جاوے کہ کس کتاب کے حکم سے یہ کام اختیار کیا گیا ہے۔ تو وہ جھٹ یہی جواب دیتا ہے کہ یہ سب طریق پرستش کا وید مین درج ہے اور اسی کے ہدایت کے موافق ہم ان چیزون کی پرستش کررہے ہین اور حقیقت مین یہ جواب اس کا صحیح ہے۔ کہ جس قدر ہندوؤن مین آتش پرستی و آب پرستی و آفتاب پرستی وغیرہ پرستش جاری ہین۔ ان سب پرستشون کا حکم وید ہی مین درج ہے اور نہ ایک اور نہ دو بلکہ صدہا جگہ ان چیزون کی پوجا کے لئے تاکید ہے اور وید کا کوئی ایسا صفحہ نہین جو مخلوق پرستی کی تعلیم سے خالی ہو جیسا کہ یہ بات اس شخص پر صاف کھل سکتی ہے کہ جو وید کو اپنی ہاتھ مین لیکر کسی جگہ سے اس کو پڑھے غرض کہ وید کا یہ مقصد ہرگز نہین ہے کہ وہ خلق اللہ کو توحید پر قایم کرے بلکہ اول سے آخر تک وید مین یہی تاکید پائی جاتی ہے کہ آگ اور ہوا اور سورج اور چاند اور ستارون اور پانی وغیرہ کے پرستش کرنی چاہیے اور انہین چیزون سے اپنی مرادین مانگنی چاہیے۔ یہی باعث ہے۔ کہ جو کچھ آج تک وید کی تعلیم کا ہندوؤن کے دلون پر اثر پڑا ہے وہ یہی مخلوق پرستی ہے۔ کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ کسی حصہ پنجاب یا ہندوستان مین ایسے ہندو بھی پائے جاتے ہین جو مخلوق پرستی سے بیزار اور اپنی تمام عقاید اور عبادات مین موحد ہین۔ حاشا و کلا ہرگز ثابت نہین ہوسکتے۔ بلکہ جہان جاؤ اور جس ملک مین جاؤ بجا ہندو لوگ سخت درجہ کے شرک اور مخلوق پرستی مین گرفتار ہین۔ یہان تک کہ انسان سے لیکر حیوانات اور نباتات تک ان نادانون نے اپنے معبود ٹھیرالیے ہین نہ پانی چھوڑا نہ آگ نہ ہوا نہ پتھر بلکہ دنیا مین جو چیز از قسم اجرام علوی یا اجسام سفلی نظر آتے ہین۔ وہ سب کے سب ہندوؤن کے معبود اور دیوتے ہین اور جیسا کہ ہم بھی بیان کرچکے ہین اس قدر مخلوق پرستی مین ہندوؤن کا قصور نہین ہے۔ بلکہ یہ تمام قصور وید اور شایع کرنے والون کا ہے غرض وید جس جنس سے بھرا ہوا ہے وہ سب شرک ہی شرک ہے اور جو کچھ وید نے دنیا کو فائدہ پہنچایا وہ مشرکانہ تعلیم ہے جس مین آج تک سب ہندو مبتلا اور گرفتار ہین اور کوئی ہندو اس مشرکانہ حالت مین اپنی غلطی اور قصور کا اقرار نہین کرتا بلکہ ساری کے ساری یہی کہتے ہین۔ کہ یہ تحفہ ہماری وید مقدس سے ہمکو ملا ہے اور اس نے اس راہ پر ہمین کو لگایا اور جب ہم بذات خود وید کو کہولکر دیکھتے ہین تو ہندوؤن کو ان کی اس بیان مین راست گو پاتے ہین اور ہندوؤن کی مشرکانہ حالت جو ہزارون برسون سے چلی آتی ہے۔ وہ ان کی خود تراشیدہ معلوم نہین ہوتی۔ بلکہ وید کی پیروی کے نتایج ہین جو بطور داغ ملامت انکے ٹیکے کے وید کے اندرونی حالت کو ظاہر کرتے ہین۔ تھوڑے دنون سے پنڈت دیانند سرستی نے (جو اب اس دنیا سے کوچ کرگئے ہین) اس خیال سے کہ اب وہ زمانہ آگیا ہے۔ کہ مشرکانہ تعلیم ہر ایک سلیم الطبع کو بری معلوم ہوتی ہے۔ اس بے بنیاد خیال کے ثابت کرنے کے لئے بہت ہاتھ پاؤن مارے کہ کسی طرح داغ مخلوق پرستی کی تعلیم کا وید کی پیشانی سے دھویا جاوے اور برخلاف اپنی تمام قوم کے یہ دعویٰ کر بیٹھے کہ اگرچہ وید مین بظاہر مشرکانہ تعلیم معلوم ہوتی ہے۔ مگر در پردہ اس کے اندر مین توحید چھپی ہوئی ہے۔ لیکن وہ اس اپنے مطلب کے پورا کرنے کے لئے کامیاب نہ ہوسکے اور ہندوستان اور پنجاب مین تمام محقق پنڈتون نے ان کی خیالی وید بھاش کو رد اور نامنظور کیا اور اسپر یہ ریویو لکھا کہ پنڈت صاحب کا یہ وید بھاش اصل مین ویدون کی تفسیر نہین ہے۔ بلکہ ان کا ایک نیا وید سمجھنا چاہیے جسکو پنڈت صاحب اپنے من کے گھڑت سے بنا رہے ہین ہندوؤن کے وید سے اسکو کچھ تعلق نہین۔ بلکہ اس کی سراسر مخالف اور منافی ہے اور جب پنڈت صاحب نے دیکھا کہ ہندوستان اور پنجاب کے پنڈتون مین ہماری دال نہین گلتی اور کوئی ہمارے دھوکہ مین نہین آتا تو پھر انہون نے ایک اور تدبیر سوچی کہ وہ مصنوعی وید بھاش یونیورسٹی مین درسی کتاب بنانے کے لئے سرکار انگریزی مین پیش کیا جاوے تو پنڈت صاحب نے ایسا ہی کیا اور صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت مین ایک درخواست معہ چند جز اپنی وید بھاش کے بدین التماس مرسل کئے۔ کہ یہ وید بھاش میرا یونیورسٹی مین پڑھا جاوے۔ کیونکہ مین نے بڑی ہمت اور بہادری کرکے وید مین توحید ثابت کردکھائی ہے اور وہ لاکہون پنڈت جھوٹے ہین جو وید کو توحید سے خالی سمجھتے ہین۔ اسپر صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر کو اس درخواست کے سننے سے بہت تعجب ہوا۔ کہ یہ کیونکر اور کیسے ممکن ہے کہ وید جو اپنی مشرکانہ تعلیم مین سارے جہان کے اعتراضون کا نشانہ بنا ہوا ہے اور ضرب المثل ہے۔ وہ شرک اور دیوتا پرستی سے خالی ہو سو انہون نے وہ درخواست یونیورسٹی کے چند اور منتخب پنڈتون کے پاس بھیجدی کہ وہ لوگ پنڈت دیانند کے وید بھاش کو دیکھکر اپنی راے لکھین۔ اب قصہ کوتاہ یہ کہ سب پنڈتون نے بالاتفاق یہ راے لکھی کہ یہ وید بھاش دیانند کا سراسر غلط اور پوچ اور لغو ہے وید کی مخلوق پرستی کی تعلیم اور جابجا دیوتاؤن کی پوجا کی لئے ترغیب اور تحریک ایسا امر نہین ہے کہ اسکو چھپا سکین یا پوشیدہ رکھہ سکین سو دیانند کا وید بھاش ویدون سے کچھہ تعلق نہین رکھتا۔ ہان اگر اس کو نیا وید کہین جسکی خود پنڈت صاحب ہی مصنف ہین تو یہ کہنا بجا اور درست ہے اس راے کے پہنچنے سے لفٹنٹ گورنر بہادر نے پنڈت دیانند کی درخواست کو نامنظور کرکے ان کو اطلاع دیدی کہ یہ وید بھاش تمہارا عام راے پنڈتون سے برخلاف ہے اس لئے قابل منظوری نہین۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اگر وید مین ایک ذرہ بھی توحید کی بو پائی جاتی۔ تو کیونکر تمام ہندوستان کے پنڈت اس سے انکاری یا غافل رہتے۔ اور اگر بفرض محال یہ تسلیم کرلین۔ کہ وید مین بطور معما یا چیستان اور پہیلی کے ایک چھپی ہوئی توحید ہے جسپر صرف پنڈت دیانند کو اطلاع ہوگئی اور دوسرے تمام دنیا کے پنڈت اس سے بیخبر رہے۔ تو پھر یہ سوال عائد ہوگا کہ ایسی پیچیدہ اور سربمہر توحید سے دنیا کو کیا فائدہ ہوا۔ اور بجز اس کے کہ لاکہون بندگان خدا وید کے الٹے معنی سمجھہ کر دیوتا پرستی مین مبتلا ہوگئے۔ اور کیا نتیجہ ایسے پیچیدہ بیان سے نکلا کیا ہندوؤن کے پرمیشر کو بات کرنے کا سلیقہ ہی نہین کہ بجائے اس کے جو توحید کو کہ جو اس کا اصل مطلب تھا۔ واضح تقریر سے بیان کرتا ایسے بے سر و پا اور غیر فصیح لفظون مین بیان [illegible] سے لوگ کچھہ کا کچھہ سمجھنے لگے اور ہزارہا دیوتاؤن کی کہ ہندوؤن مین پوجا شروع ہوگئی اور مخلوق پرستی اس حد تک پہنچ گئے جس کی نظیر دنیا مین نہین پائی جاتی اور یہ تو ہمنے بطور تنزل کہا ہے اور ایک فرضی طور پر بیان کیا ہے ورنہ اگر کوئی ذرا آنکھہ کھول کر ایک صفحہ وید کا بھی پڑھے تو بہ یقین تمام اسکو معلوم ہوجائیگا۔ کہ وید کے منتر کا اصل مقصد اور مطلب یہی ہے کہ تلو دیوتاؤن کی پوجا کرائی جائے۔ مگر پنڈت دیانند نے اس بدیہی بات کو چھپانے کے لئے کوشش کرنا چاہا آخر ناکام رہا اور بجائے اسکے کہ وید مین توحید ثابت کرتے اور اس عیب سے مبرا ہونا اسکا پایہ ثبوت کو پہنچاتے کئی ایک اور عیب بھی جو وید مین پائے جاتے ہین انہون نے ظاہر کردکھائے اور ایک نہ شد دو شد کا معاملہ ہوگیا ہے۔

— — — — —

اب صرف اجمالی طور پر لکھا جاتا ہے کہ ہندوؤن کے وید نعمت توحید سے بالکل تہیدست اور بے نصیب ہین۔ اس جگہ یہ ذکر کرنا بھی فائدہ سے خالی نہین کہ وہ کتاب جو وید سے موسوم کی گئی ہین ایک شخص کی تالیف نہین ہین۔ بلکہ مختلف لوگون نے مختلف وقتون مین ان کو تالیف کیا ہے۔ اور مولفین کے نام اب تک منترون کے سر پر جدا جدا لکھے ہوئے پائے جاتے ہین۔ اور وہ منتر بطور شعر کے ہین۔ جو دیوتاؤن کی تعریف مین

خوش اعتقاد لوگون نے بنائے تھے۔ ان کتابون کے پڑھنے سے ہرگز پایا نہین جاتا۔ کہ خدا تعالےٰ نے ان کو کسی ایک یا دو چند پیغمبرون پر نازل کیا تھا۔ بلکہ منجانب اللہ ہونے کا ذکر بھی نہین۔ جا بجا منترون کے سرون پر لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ یہ منتر فلان شخص نے تالیف کیا ہے اور یہ فلان شخص نے اور یہی وجہ ہے کہ زمانہ حال کے محققون نے یہ راے ظاہر کی ہے۔ کہ وید ایسی کتاب نہین جو یہ دعوے کرتی ہو کہ مین آسمانی کتاب ہون۔ اور فلان فلان پیغمبر پر مین اتری تھی۔ بلکہ ایک مجموعہ اشعار ہین جنکو کئے شاعرون نے اوقات مختلفہ مین جوڑا ہے ماسوا اس کے وید مین یہ بات ہی نہین کہ جیسے ربانی کتاب ربانی قدرتون اور صفتون کا ایک آئینہ ہونی چاہیے اور خدا تعالےٰ کے وجود اور اس کے قدرت تامہ اور اسکی غیب بینی اور اسکی خالقیت و رزاقیت وغیرہ صفات کو صرف عقلی طور پر ثابت نہ کرے بلکہ آسمانی نشان کے طور پر طالب حق کا مشاہدہ کرا دے کہ خدا فی الحقیقت موجود اور اس مین یہ صفات موجود ہین۔ کیونکہ درحقیقت ربانی کتابون کے نازل ہونے سے عمدہ فائدہ یہی ہے کہ خدا اور اس کے صفات کو نہ صرف عقلی اور قیاسی طور پر شناخت کیا جائے بلکہ آسمان کتاب خدا تعالےٰ کی ہستی اور صفات کو ایسا ثابت کر کے دکھلاوے کہ اس کے پیروان تمام امور مین گویا رویت کے گواہ ہو جائین اور اس طرح پر وہ ایمان کو اس کمال کے درجہ تک پہنچاوین جس تک مجرد عقل کے پیروی سے ایسا پہنچ نہین سکتا۔ مثلاً خدا تعالےٰ مین جو صفت غیب دانی ہے اگرچہ عقلی طور پر انسان یہ خیال کر سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ غیب دان ہونا چاہیے۔ لیکن ربانی کتاب مین شہودی طور پر اس بات کا ثبوت دینا ازبس ضروری ہے کہ خدا تعالےٰ حقیقت مین غیب دان ہے۔ اور وہ ثبوت اس طرح پر میسر آسکتا ہے۔ کہ ربانی کتاب مین بہت سی پیشگوئیان اور اخبار غیبیہ درج ہون۔ جو لوگون کے سامنے پوری ہو چکی ہون۔ علیٰ ہذا القیاس خدا تعالےٰ کا قادر ہونا اور اپنے نبیون اور مرسلون کا حامی اور ناصر اور موید ہونا اگرچہ عقلی طور پر بھی ضروری اور محسوس سمجھا جاتا ہے۔ لیکن یہ بھی ضرور ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا کلام شہودی طور پر اپنے قدرت کاملہ اور حمایت اور نصرت خاصہ کا ایک ایسا عمدہ اور کامل نمونہ دکھلا دے جسکو دیکھکر اپنے ایمان اور اعتقاد پر قوی ہو جائے اسی طرح خدا تعالےٰ کے دوسرے صفات بھی اسی طور پر خدا تعالیٰ کے کلام مین ثابت ہو جانے چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا کلام اس کی ذات اور صفات کے پہچاننے کے لئے ایک نہایت صاف اور شفاف آئینہ ہے۔ جو ہم عاجز اور بیخبر بندون پر اس غرض سے عنایت ہوتا ہے۔ کہ تا ہماری معرفت صرف عقلی اور قیاسی خیالات تک محدود نہ رہے۔ بلکہ ہم ان تمام صداقتون کو بچشم خود بھی دیکھ

لین کیونکہ اگر خدا تعالےٰ نے صرف اُسی قدر ہمکو بذریعہ اپنی کتاب کی معرفت اور بصیرت عنایت کرے جس قدر بذریعہ عقل ہمکو بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ تو یہ ربانی تعلیم اور عقلی تفہیم مین کیا فرق رہا۔ اور اس بات مین خدا تعالےٰ کی کتاب پر ایمان لانے والے کو برہمو سماج والے جو عقلی ڈھکوسلون پر چلتے ہین انکو کونسی ترجیح ہوئی۔ سو اس تحقیق سے یہ ہدایت عقل ثابت ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے کلام مین یہی عمدہ خوبی ہے کہ جن صداقتون کو ہماری عقل ناقص صرف قیاسی طور پر پیش کرتی ہے ان صداقتون کو خدا کا کلام ہماری آنکھون کے سامنے لا کر دکھلا بھی دیتا ہے مثلاً جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے کہ عقل یہ تجویز کرتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ غیب دان ہونا چاہیے۔ سو خدا تعالیٰ کا کلام صدہا پیشگوئیون سے جو صحیح طور پر پوری ہو گئین۔ ہم پر اس صداقت کو یقینی اور قطعی طور پر کھول دیتا ہے لیکن وید اس مرتبہ اعلیٰ سے جو خدا کی ذات اور صفات کا آئینہ ہو سکے ہزار کوس دور اور مہجور ہے بلکہ مجرد عقلی طور سے بھی خدا اور اس کے صفات کا ثبوت دینے سے وید عاجز ہے کیونکہ وید کا پہلا اصول یہی ہے کہ عالم بجمیع اجزائہ انادی یعنی قدیم اور غیر مخلوق اور پرمیشر کی طرح واجب الوجود بھی اور پرمیشر نے کسی چیز کو پیدا نہین کیا اور نہ پیدا کرنے کے اسکو طاقت اور لیاقت ہے بلکہ اس کا صرف اتنا ہی کام ہے کہ بعض چیزون کو بعض سے جوڑتا ہے مثلاً جسم کا قالب بنا کر روح کو اس مین داخل کر دیتا ہے یا کبھی قالب سے روح کو نکالتا ہے سو یہی تالیف اور تفریق پرمیشر سے ہو سکتی ہے اس سے زیادہ نہین یعنی اگر پرمیشر کچھ کام کر سکتا ہے تو بس یہی کہ بعض اجزاے عالم کو بعض سے جوڑتا ہے اور کبھی بعض سے بعض کو الگ کرتا ہے اب ظاہر ہے کہ اس اعتقاد مین صرف اتنی ہی خرابی نہین کہ پرمیشر کو قادر مطلق ہونا چاہیے۔ عاجز اور ناتوان سمجھا گیا ہے اور قدیم اور غیر مخلوق ہونے مین کل اجزاء عالم کے اس کے شریک اور حصہ دار اور بھائی بند ٹھہرائے گئے ہین۔ اور ہر ایک موجود اپنے اپنے نفس کا آپ مالک قرار دیا گیا ہے گویا پتی داری کانو کے طرح قدامت اور وجوب وجود کے جنس پر سب ارواح اور پرمیشر کا برابر اور یکسان دخل اور قبضہ چلا آیا ہے۔ بلکہ ایک بڑی بھاری خرابی وید کی اس اصول سے یہ بھی پیش آئی کہ عقلی طور پر پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل باقی نہ رہی کیونکہ جس حالت مین تمام عالم بجمیع اجزائہ خود بخود قدیم سے موجود ہے اور پرمیشر کا کام صرف تالیف اور تفریق ہے۔ تو پھر اس سے وجود پرمیشر کا کیونکر ثابت ہو سکے۔ بہلا تم آپ ہی غور سے دیکھو اور انصاف کرو۔ کہ اگر دنیا کے تمام چیزون مین سے کوئی چیز بھی اپنے وجود کی پیدائش مین پرمیشر کی محتاج نہین تو پھر اس پر کیا دلیل ہے۔ کہ اپنے تفریق یا اتصال مین پرمیشر کی محتاج ہے۔ ظاہر ہے کہ ماسوا اللہ کے وجود سے صانع عالم

کے وجود پر اسی وجہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ ماسوا اللہ کا وجود خود بخود ہونا بہ ہدایت عقل محال ہے اور جس حالت مین یہ تسلیم کیا جائے کہ ماسوا اللہ بھی خود بخود ہو سکتا ہے تو عقل کو خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین کرنے کے لئے کونسی راہ باقی رہیگی۔ کیا ایسے ایسے ناپاک اعتقادون سے برہمو مذہب والون کو مدد نہین پہنچیگی غرض وید کے ایسے فاش غلطی ہے۔ کہ اسکی تابعین کو اس کے جواب مین کوئی بات بن نہین آتی اور وہ لوگ کسی طور سے پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہین بیان کر سکتے اور کیونکر بیان کر سکین جب آپ ہی پرمیشر کی طرح قدیم اور واجب الوجود ٹھہرے۔ تو پرمیشر سے ان کو کیا تعلق اور غرض رہا۔ اور اس کے وجود کی کونسی ضرورت اور حاجت رہی۔ اب دیکھنا چاہیے کہ ایک طرف تو وید خدا تعالےٰ کی ذات اور صفات کی ثابت کرنے کے لئے آئینہ ہونیکی لیاقت نہین رکھتا یعنی طالب حق کو شہودی طور پر اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات پر یقین نہین دلا سکتا۔ بلکہ طرح طرح کی بدگمانیون مین ڈالتا ہے۔ اور پھر دوسری طرف اس مین یہ خرابی پیدا ہو گئی ہے کہ عقلی طور پر بھی وہ خدا تعالےٰ کی ہستی کا ثبوت دینے سے بے نصیب اور بے بہرہ ہے۔ تو اب منصف سمجھ سکتا ہے کہ معرفت الٰہی کے دونون طریقون عقلی اور شہودی سے ہندوؤن کا وید کس قدر دور اور مہجور ہے اور جس قدر ہم نے اب تک بیان کیا کچھ یہی اصول وید کا ایسا نہین ہے کہ جو عقل کے برخلاف ہو بلکہ وید کے سارے اصول جو بنیاد وہم کے سمجھے جاتے ہین۔ ایسے ہی ہین۔ ہان وید کے رو سے پہلے ہدایت تو یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کسی چیز کا خالق نہین مگر اس کے سوا وید کی دوسرے ہدایتین بھی ایسی ہین جن کی پڑھنے سے عاقل کو ضرور یہ شک پڑیگا کہ شاید وید کا زمانہ کوئی ایسا زمانہ تھا جس مین ہنوز آریہ دیس کے لوگون نے کوئی حصہ عقل اور دانشمندی کا نہین پایا تھا۔ چنانچہ ہم بطور نمونہ ایک دو اصول وید کے اور بھی لکھتے ہین۔ تا جو لوگ وید کے اندرونی حقیقت سے بیخبر ہین۔ ان کو اس عجیب کتاب کے حالات کسی قدر معلوم ہو جائین چنانچہ منجملہ ان کے ایک یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی ذات مین ایک ذرا رحیم اور عفو نہین۔ اور کسی گنہ گار کے گناہ کو اسکی توبہ یا استغفار سے ہرگز نہین بخشتا اور جب تک ایک گنہ کے سزا مین جو اسی لاکھہ جون مین ڈالکر شخص مجرم کو پورا پورا عذاب نہ پہنچائے تب تک اس کا ایکسا غصہ فرو نہین ہوتا۔ اور گو انسان اپنے گناہ سے باز آکر پرمیشر کی محبت اور اطاعت مین فناہ ہو جائے تب بھی جب تک پرمیشر اسکو لاکھون جونون مین ڈالنے سے سزا نہ دیدے تب تک ہرگز اس کا پیچھا نہین چھوڑتا۔ اب دیکھنا چاہیے۔ کہ اس اصول مین صرف اتنی ہی قباحت نہین کہ پرمیشر کو ایک ایسا شخص ماننا پڑتا ہے۔ کہ جو نہایت درجہ کا سنگدل اور بے رحم ہے۔ کہ جو جھکنے والون کی طرف ہرگز نہین جھکتا اور محبت کرنے والون سے ہرگز محبت نہین کرتا۔ اور ایک ادنیٰ خطا یا قصور سے ایسا بگڑ جاتا ہے کہ پھر کوئی سبیل اسکو راضی ہونیکا نہین۔ بلکہ ایک بڑی قباحت

یہ ہے۔ کہ اس اصول کے روسے نجات پانے کا راستہ بکلی مسدود ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی راہ مین محبت اور مجاہدہ کرنا اور اسکی طاعت اور عبادت مین دل لگانا سراسر لغو اور بیفائدہ ٹہرتا ہے۔ کیونکہ جس حالت مین پرمیشر ایسا کینہ ور اور پر غضب ہے۔ کہ کسی خطا کے سرزد ہوجانے سے بجز لاکھون برسون تک جونون مین ڈالنے کے ہرگز کسی بندہ پر رحم نہین کر سکتا۔ تو پھر اس حالت مین وہ نومید بندہ کہ گویا جیتے جی مرگیا ہے۔ کیونکر اس کی بندگی مین دل لگائیگا۔ اور کس امید پر عبادت اور زہد اور رجوع الی اللہ اختیار کریگا۔ اور پھر زیادہ تر مشکل بات (جسکو عاجز بندہ اپنی ضعیف اور کمزور حالت پر نظر کرنے سے بخوبی جانتا ہے) یہ ہے کہ بعد چوراسی لاکھ جون بھگتنے کے پھر بھی ایسے پاک اور مصفا حالت کہ جس مین ایک ذرا خطا یا غفلت سرزد نہ ہو اسکی نصیب نہین ہو سکتی۔ کیونکہ یہ بات نہایت ظاہر ہے۔ کہ انسان اپنی کمزوری کی وجہ سے قصور اور خطا سے محفوظ نہین رہ سکتا۔ اور ادنی سے ادنی بات جو بشر کے لئے لازمی غیر منفک کی طرح ہے غفلت ہے جو انسانی سرشت کا پہلا گناہ اور سب گناہون کی جڑھ ہے۔ مگر دنیا مین ایسا آدمی کہان اور کدھر ہے جو ایک طرفۃ العین کے لئے بھی اپنی مولیٰ کے ذکر سے غافل نہین رہ سکتا۔ اور ایک لحظہ کے لئے بھی قبض کی حالت اسپر طاری نہین ہوتی۔ ماسوا اسکے جہان تک ہم انسان کے عام حالتون پر نظر ڈالتے ہین۔ اور ان کے سلسلہ زندگی کو اول سے آخر تک دیکھتے ہین۔ تو ہم پر صاف کھل جاتا ہے۔ کہ کوئی انسان اپنے بلوغ کے ابتدائی زمانہ مین کسی قدر خطا یا زلت یا لغزش یا غفلت یا لہو ولعب سے خالی نہین رہ سکتا اور نہ جیسا کہ نعماء الٰہی اس پر وارد ہوئے ہین۔ ان کا پورا پورا شکر کر سکتا ہے اور یہ ایسی صاف اور واضح صداقت ہے۔ کہ جو ہماری کوائف زندگی اور واقعات عمری اسپر شہادت دے رہے ہین۔ اور موجودات کا ہر ایک ذرہ اور قدرت کا ہر ایک قانون اسکی تصدیق کر رہا ہے اور ہماری روحین پکار پکار کر ہمین یہی کہتی ہے۔ کہ ہم بوجہ مخلوق اور ضعیف اور کمزور اور ممنون منت ہونے کے ایسی فتح عظیم اپنے خالق اور محسن حقیقی اور مربی بے علت پر ہرگز حاصل نہین کر سکتے۔ کہ جو اس کو یہ کہہ سکین کہ جو کچھ تیری حقوق ہماری گردن پر تھے۔ وہ سب ہم نے جیسا کہ چاہیے ادا کر دیئے ہین۔ اب ہم تیرے حساب سے فارغ اور تیرے مطالبہ سے امن مین ہین اور جبکہ ہم لوگ ایسی فارغ خطی حاصل نہین کر سکتے تو پھر صاف ظاہر ہے کہ اگر خداوند کریم ہمارے گناہون پر ہمیشہ ہمکو سزا دیتا رہے اور در گذر اور عفو کسی حالت مین نہ کرے تو پھر ہرگز ممکن نہین کہ ہم کسی زمانے مین نجات کا منہ دیکھ سکین۔ کیونکہ جب گناہ غیر محدود ٹہرے تو پھر سزا بھی بصورت لازمی اور ضروری ہونے کی غیر محدود اور دائمی چاہیے سو یہ اصول نہایت منحوس اور نامبارک ہے۔ اور اگر یہی بات سچ ہے تو انسان غایت درجہ کا بدبخت اور بے نصیب ہوگا جسکے لئے سخت دل پرمیشر کا یہ ارادہ ہے کہ جب تک وہ کلی گناہون کے صادر ہونے سے (کہ جو انسان کے سرشت سے لازم ہوئی ہین) محفوظ نہ رہی تب تک مختلف جونون کا تختہ مشق رہیگا

اب دیکھنا چاہیے کہ اس کے مقابلہ پر یہ اصول قرآن شریف کا کیسا بابرکت اور پیارا اور تسلی بخش اور انسانی فطرت کے لئے ضروری اور مناسب حال ہے کہ گناہ کا تدارک توبہ اور استغفار سے ہو سکتا ہے اور بدیون کی تلافی نیکیون سے ممکن ہے یہ ایسا ضروری اور لابدی اصول ہے کہ انسان کی مغفرت اور نجات یابی بجز اس کے ممکن نہین خیال کرنا چاہیے کہ اکثر تمام انسانون کا یہی حال ہوا کرتا ہے۔ کہ وہ اپنی ابتدائی عمرون مین کسی قدر غفلت اور لہو ولعب یا نالایق باتون اور بدچلنیون مین رہ کر پھر کسی نیک صحبت کی برکت سے یا کسی واعظ اور ناصح کے سمجھانے سے یا اپنی ہی انصاف دلی کے جوش سے اسبات کے مشتاق ہو جایا کرتے ہین۔ کہ اب ہم خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہون اور برے کامون اور خراب راہون کو چھوڑ دین۔ تو اب سوچنا چاہیے۔ کہ اگر ایسے طالب حق کے لئے جناب الٰہی مین باریابی کا کوئی سبیل نہین اور توبہ منظور ہی نہین اور استغفار قبول ہی نہین تو پھر وہ بیچارہ اپنی اخری بہبودی کے لئے اگر کچھ کوشش بھی کرے تو کیا کرے اور کیونکر کرے اور کدھر جائے ممکن ہے کہ وہ ایسے پرمیشر سے سخت نومید اور شکستہ دل ہو کر اور اس کی رحمت سے بکلی ہاتھ دہو کر پھر اپنے گناہون کی طرف رجعت قہقری کرے اور خوب دل کھول کر ہر قسم کے گناہ اور بدمعاشی سے متمتع اور حظ اٹھاوے۔ غرض یہ اصول ہے کہ نہ بندہ اس سے نجات تک پہنچ سکتا ہے اور نہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہی اس سے قایم رہتی ہے۔ کیا یہ بات اللہ تعالیٰ کے عادت کریمانہ کی موافق ہے۔ کہ وہ انسان کی کامیابی مین اس قدر مشکلات ڈالی اور اس کی نجات کو متعلق بالمحال کرکے اس کے گناہ کو ہمیشہ یاد رکھے۔ مگر اس کے رجوع اور محبت اور توبہ اور استغفار کا ایک ذرہ قدر نہ کرے اور چوراسی لاکھ جونون مین سے ایک جون کے تخفیف کرنے سے بھی دریغ کرتا ہے۔ کیا ایسے پرمیشر پر کوئی امید رہ سکتی ہے ہرگز نہین۔ پھر تیسرا اصول وید کا جو عقل کے برخلاف ہے۔ یہ ہے کہ نجات ابدی کسی کو حاصل نہین ہو سکتی۔ بلکہ لوگ کچھ مدت محدود تک نجات پاکر پھر مکتی خانہ سے ناکردہ گناہ باہر نکالے جاتے ہین اور پرمیشر ہرگز قادر نہین کہ ان کو ہمیشہ کے لئے نجات دے سکے۔ اب جو لوگ عشق الٰہی کی ایک چنگاری بھی اپنے اندر رکھتے ہین وہ خوب جانتے ہین کہ ایسے بے مروتی اس محبوب حقیقی سے ہرگز نہین ہو سکتی۔ کہ عزت دیکر پھر بے عزتی کرے اور ایک نعمت بخش کر پھر اس سے چھین لے اور ایکدفعہ اپنا مقرب اور پیارا بنا کر پھر ناکردہ گناہ کیڑون مکوڑون اور کتون بلیون کے جونون مین ڈالتا ہے جس شخص کو محبت الٰہی کے جام مین ایک گھونٹ بھی ملگیا اسکی عارف باللہ روح جو اس جود مطلق پر بڑی بڑی امیدین رکھتی ہے۔ اور سب کچھ کہو کر اسی کی ہو رہی ہے وہ ہرگز اسکو یہ فتوی نہین دیتی کہ اس کا پیارا اور محبوب جانی آخر اس سے ایسا بد معاملہ کریگا۔ کہ اسکی سب امیدین خاک مین ملا کر اور اسکی خوشحالی دایمی کے خواہش جو اس کے دل مین ڈالی گئی ہے نظر انداز کرکے اسکو اس مصروع کیطرح جو بار بار دورہ صرع سے کرکہ اٹھتا ہے مختلف جونون کے عذاب سے معذب کرتا رہیگا اور اسکے صدق اور وفا پر اسکو کچھ بھی خیال نہین رہیگا اور اسکی خالص

محبتون پر اس کو کچھ بھی نظر نہین ہوگی افسوس کہ ہندو لوگ ایسا اعتقاد رکھنے سے خود اپنے اوتارون اور رشیون کی عزت کو خاک مین ملاتے ہین۔ کہ اول ان کو بڑی مقبول الٰہی بلکہ خدا کا اوتار سمجھکر پھر ان کے لئے یہ تجویز کرتے ہین۔ کہ ان بیچارون کو نجات ابدی حاصل نہین اور وہ بھی کیڑون مکوڑون اور کتے بلی بننے سے مستثنی نہین رہ سکتے جن لوگون کو ان مقدس ویدون کی خبر نہین وہ تعجب کرینگے کہ یہ کیسے اصول ہین جو ویدون کی طرف نسبت دی گئے ہین اور کچھ بعید نہین۔ کہ وہ بدگمانی سے یہ خیال کرین کہ یہ ویدون پر تہمت ہے واضح ہو کہ ہمنے ان اصولون کو کمال تحقیق اور تدقیق سے لکھا ہے اور اسوقت وید ہمارے سامنے پڑا ہے اور اس کے بھاشی ہمارے پاس موجود ہین۔ اگر کسی کو شک ہو تو ہر طرح ہم سے تسلی کرا سکتا ہے اور خود ویدون کے ماننے والی اس سے بیخبر اور انکاری نہین ہین۔ اور اگر کوئی ہم تک نہ پہنچ سکے اور نہ پنڈتون سے دریافت کر سکے تو ہم اسکو صلاح دیتے ہین کہ وہ رگ وید کو جو دہلی سوسائٹی مین بکمال تصحیح وتحقیق سے چھپا ہے ذرا نظر غور اور تدبر سے مطالعہ کرے اور پھر یہ بھی مناسب ہے کہ پنڈت دیانند کے ستیارتھ پرکاش اور وید بھاشی کا بھی درشن کرے تا اسے معلوم ہو کہ وید کیا شے ہے اور اس کی تعلیم کیا ہے۔

بعض جاہل ہندو اور مسلمان اپنشدون کو جو براہم پستک ہین اور صدہا سال ویدون کے بعد لکھے گئے ہین وید ہی سمجھتے ہین جیسے دارا شکوہ نے بعض اپنشدون کا ترجمہ بھی کسی پنڈت سے لکھوا کر ایک رسالہ تالیف کیا ہے لیکن جاننا چاہیے کہ یہ لوگ صریح غلطی پر ہین۔ ویدون اور اپنشدون کے مضامین مین کچھ تعلق بھی نہین بلکہ وہ خیالات جو اپنشدون مین درج ہین صرف برہمنون کے دلون کے تراش وخراش ہین اور ان خیالات کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ انسان وغیرہ مخلوق پرمیشر کے وجود کا ایک ٹکڑا ہے اور اسی سے نکلتا ہے اور اس مین داخل ہو جاتا ہے۔ اور یہ صورت دخول اور خروج کی ہمیشہ بنی رہتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیالات برہمنون نے ایک مدت کے بعد بدھ مذہب والون سے لئے ہین اور اس زمانے کے خیالات ہین کہ جب برہمن لوگ وید کی تعلیم سے بیزار ہو چکے ہین اور انکا منشا تھا کہ بجائے تعلیم کے ان خیالات کو جو اپنشدون مین درج ہین شایع کیا جاتا ہے۔ مگر باوجود اس کے پھر بھی برہمن وید کے دیوتاؤن سے الگ نہین ہوئے اور انکی پرستش سے کنارہ نہین کیا۔ بلکہ صدہا طرح کی مشرکانہ باتین حاشیہ کے طور پر چڑہا دین اور کئی طرح کے جھوٹے قصے اور کہتا اور کہانیان برہما اور بشن اور مہادیو اور اندر وغیرہ کے بارے مین لکھہ ڈالین اور کئی پستک اپنی طرف سے تالیف کرکے یہ مشہور کرنا چاہا کہ یہ بھی وید انگ یعنی وید کی خبرین ہین چنانچہ انہین مین سے وہ اپنشدین بھی ہین جنکا بعض نادان مسلمان نے ترجمہ بھی کیا تھا اور اپنی اوپری واقفیت سے یہ سمجھ بیٹھے تھے۔ کہ یہی وید ہین۔ مگر اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ کوئی امر مشتبہ نہین رہ سکتا

وہی وید کہ برہمنون کے تہ خانون مین چھپے ہوئے تھے۔ اب کتب فروشون کی دوکانون مین چھپے ہوئے رکھے ہین۔ اس مقام پر بڑے افسوس سے لکھتے ہین۔ کہ مرزا جان جاناں صاحب کہ جو نقشبندی فقیرون مین سے ایک نامی اور مشہور بزرگوار ہین۔ دخل در معقولات کر کے ویدون کے بارہ مین ایک مکتوب کسی اپنے مرید کے بارے مین لکھا ہے۔ اور اس مین ویدون کی تعریف کی ہے کہ وہ مخلوق پرستی اور شرک سے پاک ہین اور توحید کی تعلیم ان مین بھری ہوئی ہے اب جب ایکطرف ہم ویدون کی مشرکانہ تعلیم اور ملحدانہ عقائد کو بچشم خود دیکھتے ہین۔ اور ہر روز کروڑہا ہندوؤن کو اس مین مبتلا پاتے ہین اور دوسرے طرف مرزا صاحب کا یہ مکتوب پڑھتے ہین جس کو انہون نے نہایت سادہ دلی اور لاعلمی سے لکھا ہے تو ہم بجز اس کے کہ حضرت مرزا صاحب کے حق مین دعا مغفرت کرین اور خدا تعالے سے ان کی خطا کی معافی چاہین اور کسی طرح سے ان کے کلام پر پردہ نہین ڈال سکتے۔ مرزا صاحب نے نہایت بیجا اور نامناسب کام کیا کہ بیخبر محض ہونے کی حالت مین وید دانی کا بھی دعوی کر بیٹھے۔ ان کے لئے یہی بہت فخر کی بات تھی۔ کہ وہ اپنی فقیرانہ اشغال اور اذکار مین مشغول رہتے اور جس کوچہ مین ایک ذرا بھی ان کی رسائی نہین تھی۔ اس کی نامعلوم خبرین لوگون کو نہ بتاتے پھر مرزا صاحب اپنے مکتوبات مین یہ لکھتے ہین کہ ہندوؤن کا وید چار دفتر ہین جو احکام امر و نہی و اخبار ماضیہ و مستقبلہ پر مشتمل ہے۔ اور یہ وید بذریعہ ایک فرشتہ کے جس کا نام برہما تھا جو آلہ ایجاد عالم ہے ہندوؤن کو پہنچائی۔ اسے وید مین سے ان کی پران اور شاستر نکالی گئی ہین۔ اس وید مین بلحاظ عمر طولانی عالم کے چار طور کے مختلف ہدایت رکھے گئے ہین جن مین سے بعض ہدایتین ست جگ کے مناسب حال اور بعض ہدایتین کل جگ کی مناسب حال ہین اور ہندو اگرچہ مختلف فرقے ہین۔ مگر وہ سب کے سب توحید باری پر اتفاق رکھتے ہین اور عالم کو مخلوق سمجھتے ہین اور روز حشر کے قائل ہین اور معارف اور مکاشفات مین ید طولی رکھتے ہین اور ان کی بت پرستی حقیقت مین بت پرستی نہین ہے۔ بلکہ وہ بعض ملائکہ کو جو بامر الہی عالم کون و فساد مین تصرف رکھتے ہین یا بعض کاملین کے ارواح کو جن کا تصرف بعد گذر جانیکے اس نشہ دنیا سے باقی ہین یا بعض زندہ جاوید جوان کے زعم مین خضر کی طرح ہمیشہ زندہ رہتے ہین قبلہ توجہ کر لیتے ہین یعنی صوفیا اسلامیہ کی طرح انکے خیالی صورتون کی طرف متوجہ ہوتے ہین جیسے صوفیا اسلامیہ اپنے پیر کی صورت کا تصور کرتے ہین اور اس سے فیض اٹھاتے ہین۔ مگر صرف اتنا ہی فرق ہے۔ کہ اسلامی صوفی ظاہر مین کوئی تصویر شیخ کی اپنے آگے نہین رکھتے اور یہ لوگ رکھ لیتے ہین سو ان کی یہ صورت عبادت کفار عرب کی بت پرستی سے مشابہ نہین ہے کیونکہ کفار عرب اپنے بتون کو متصرف و موثر بالذات مانتے تھے۔ اور ان کو خدائی زمین سمجھتے تھے۔ اور خدا تعالی کو خدائی آسمان سمجھتے تھے۔ اسی طرح ہندو لوگ جو ان تصویرون کو سجدہ کرتے ہین وہ سجدہ بھی سجدہ عبادت نہین بلکہ سجدہ تحیت ہے ان کی شرع مین باپ اور

پیر اور استاد کے لئے بجائے سلام کے یہی سجدہ مرسوم اور معمول ہی انتہی۔ اب مرزا صاحب نے اپنے اس بیان جس قدر غلطیان کی ہین اور وہ جو کچھ کہا ہے ہین اور خلاف واقعہ لکھا ہے ہم کس کس کی اصلاح کرین مرزا صاحب نے صرف کسی ہندو کی زبانی سنکر بغیر اپنی ذاتی تحقیق کے یہ خس و خاشاک غلطیان کا اپنے خط مین بھر دیا ہے نہ معلوم کہ انہون نے کہان سے اور کس سے سن لیا کہ ہندوؤن کے یہی خیالات اور عقاید ہین جو ان کے محققون نے اپنی معتبر کتابون مین لکھی ہین کیونکہ اول مرزا صاحب لکھتے ہین۔ کہ وید کے چار دفتر ہین سو مرزا صاحب کے یہ پہلی غلطی ہے کہ وید کو ایک قرار دیکر اس کے چار دفتر خیال کرتے ہین بلکہ حق بات جسکا ثبوت ایک مرید بھی کیطرح حال کے زمانے مین کہہ گیا ہے ہے کہ وید کے مجموعہ چار کتابین ہین جو چار مختلف زمانون مین کئی لوگون نے ان کو بنایا ہے۔ چنانچہ چوتھا وید جو اتھروں سے موسوم ہے اسکی نسبت اکثر پنڈتون کی یہی رائے ہے کہ وہ پیچھے سے ویدون کے ساتھ ملایا گیا ہے اور کسی برہمن نے اسکو لکھا ہے اور اس کے سوا جو تین وید ہین وہ چار الگ الگ کتابین ہین جنکو الگ الگ رشیون نے جمع کیا ہے۔ اور ہندوؤن کے محققون کے نزدیک برہما کچھ چیز نہین ہے بلکہ وہ وید اگنی اور وایو اور سورج پر اوتری ہین اور محقق ہندوؤن کے یہ بھی کہتے ہین کہ جو اٹھارہ پران اور شاستر وغیرہ اور اپنشدین ہندوؤن کے ہاتھ مین ہین۔ وہ وید کے رو سے بڑا گناہ اور پاپ کی بات ہے۔ بلکہ وید کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کا کوئی پیدا کرنے والا نہین دنیا خود بخود قدیم سے ایسی چلی آتی ہے جیسا پرمیشر چلا آتا ہے اور پرمیشر کے وجود سے دنیا کے وجود کو کسی قسم کا فیض نہین پہنچتا یہانتک کہ اگر پرمیشر کا مرنا فرض بھی کر لیا جائے تو دنیا کا اس مین کچھ بھی حرج نہین اور ایسا ہی ہندوؤن کے محقق یہ بھی کہتے ہین کہ حشر اجساد کچھ چیز نہین اور وید پر عمل کرنے سے ہرگز کسی کا گناہ عفو نہین ہو سکتا اور نہ توبہ اور استغفار کچھ کام آتی ہے بلکہ ایک گناہ کے عوض مین ہر ایک شخص کو چوراسی لاکھ جونون مین سزا بھگتنی پڑیگی۔ ان کا یہ بھی قول ہے۔ کہ وید اخبار ماضیہ و مستقبلہ سے بکلی خالی ہے اور کوئی امر خارق عادت کہ جو نبیون سے ظہور مین آتا ہے اس مین درج نہین اور مکاشفات کا تو ذکر تک نہین اور انکے نزدیک مکاشفات اور خوارق اور پیشگوئیان اور اخبار غیبیہ از قبیل محالات ہین جن کا وجود ہرگز ممکن نہین اور جن لوگون پر وید نازل ہوا وہ لوگ بکلی ان باتون سے محروم تھے اور وید کے رو سے ان باتون کا ظہور مین آنا قطعی طور پر ناجائز اور غیر ممکن ہے۔ اب دیکھنا چاہیے۔ کہ ہندوون کے محقق تو اپنے وید کو اخبار ماضیہ و مستقبلہ سے بکلی عاری اور مکاشفات سے بکلی بے نصیب اور خدا تعالے کے خالقیت اور حشر اجساد سے بکلی انکار قرار دیتے ہین اور مرزا صاحب ایک قدم آگے بڑھکر ہندوؤن کے وید کی نسبت ان سب چیزون کو مانتے ہین۔ اب دیکھو کہ بقول شخصے کہ مدعی سست گواہ چست کیسا نالایق غلو مرزا صاحب کے بیان مین پایا جاتا ہے جس پر آج کل محقق اطلاع پاوین تو مرزا صاحب کو ایک نہایت درجہ کا سادہ لوح قرار دین اور انکی باتون پر قہقہہ مار کر ہنسین پھر دیکھنا چاہیے کہ مرزا صاحب کی اسی مکتوب

مین ہندوون کو بت پرستی سے بری قرار دینا چاہتے ہین۔ یہ کس قدر بیخبری اور لاعلمی مرزا صاحب کی ہے کہ ہندوستان مین پرورش پا کر ہندوؤن کے عقاید سے کس قدر بیخبر اور غافل ہین انہین معلوم نہین کہ ہندو لوگ تو عرب کے بت پرستون سے اپنی شرک مین کئی درجہ بڑھکر ہین کیونکہ عرب کے بت پرست اگرچہ اپنی مرادین بتون سے مانگتے تھے۔ مگر ان کا یہ قول تو ہرگز نہ تھا۔ کہ دنیا کے خالق و مالک وہی دیوتے ہین جنکی تصویرین اور مورتین پتھر یا دہات وغیرہ سے مشکل کر کے پوجی جاتی ہین لیکن ہندوؤن کا اصول جیسا کہ ابھی مین نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ پرمیشر دنیا کا خالق نہین ہے بلکہ ان کے دیوتے دنیا کے خالق ہین اور انہین سے مرادین مانگنی چاہییے اس بات کو کون نہین جانتا کہ ہندو لوگ اپنے بتون سے مرادین مانگتے ہین بڑے سرگرم ہین مرزا صاحب نے شاید کس نہ خانہ مین پرورش پائی ہوگی کہ ان کو اپنی مدت العمر تک یہ بھی خبر نہین ہوئی کہ ہندو لوگ اپنے پورانے بت خانون کے درشن کے لئے کس جوش و خروش مین جایا کرتے ہین۔ یہان تک کہ جگناتھ وغیرہ بت خانون کے بڑی بڑی بتون کے راضی اور خوش کرنے کے لئے بعض بعض ہندو اپنی زبانین بھی کاٹ کر چڑھا دیتے ہین۔ اور گنگا مائی کے درشن کرنے والے جو ہر سال ہزارہا جاتے ہین اور پکار پکار کر مرادین مانگتے ہین۔ یہ بات بھی مرزا صاحب سے چھپی رہے اور اسی طرح وہ صدہا کتابین ہندوؤن کے جنھون نے خود اپنے بت پرستی کا اقرار کیا ہے۔ اور اپنے دیوتاؤن اور بتون وغیرہ سے مرادین مانگنے کے طریق لکھی ہین۔ اگر ان مین سے کوئی کتاب مرزا صاحب کی نظر مین گذر جاتے ہین۔ تو مین خیال کرتا ہون کہ مرزا صاحب موصوف بہت ہی شرمندہ ہوتے اب ہم کہان تک لکھین بہتر ہے کہ اب اس خط کو ختم کر کے اپنے گذرے ہوئے بھائیون کے لئے دعا مغفرت کرین۔

ربنا اغفر لنا ذنوبنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔

اطلاع

اخبار کی قیمت اور بقایا سالگذشتہ جلد آنا چاہیے۔

یعقوب علی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بے نظیر نشان

خموشی نے بڑی مدت سے کھولی ہے زباں میری
چلا ہے رکتے رکتے دردِ دل سے اب قلم میرا

میرے ہم خیال محض مسلمان توجہ کریں!

سب سے پہلے میں اُس قادر ذوالجلال کا شکر گذار ہوں کہ جس نے میرے اخباری۔ نیچرل اور دہریہ خیالات کو مصداق اس کے کہ **کٹی گناہوں میں عمر ساری الٰہی توبہ الٰہی توبہ** اپنی قدرت کاملہ سے متغیر کرتے ہوئے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں اور دو سالانہ جلسوں کی تقریروں کے سننے سے میرے دل کا زنگاری پردہ ساڑھے تیرہ مہینہ کی رہائش قادیان دارالامان کے بعد الوداعی وقت پر دور ہوا گو طبیعت میں حسن اعتقاد اس سے پہلے عرصہ چھ ماہ سے بیٹھ چکا تھا اور حسن اعتقاد زیادہ تر بحث مخدومی مولوی حکیم عبید اللہ صاحب بسمل امرتسری سے کرتے ہوئے بیٹھا لیکن اسپر بھی دہریت اور نیچرل کے باطل خیالات اکثر اوقات غلبہ پاکر بیعت کرنے کے مانع ہوتے رہے اور ان مذبذبانہ خیالات کے دور کرنے کے لئے کئی ایک رقعہ رہائشی میعاد مندرجہ بالا کے اندر حضرت اقدس کے حضور میں نہایت صاف بیانی سے بھیجتا رہا جن پر یہ حکم ہوا کرتا تھا دُعا کبھی کبھی یاد دلاتے رہو انشاء اللہ دعا کروں گا۔ میرے اخباری دوست اور رشتہ دار بالخصوص میرے واقعات پر غور کریں ؎ **دل کو سمجھائیں ہی سمجھ کی بات ناسمجھ سے کہا۔ نہیں جاتا**

میرا خواب گذشتہ ماہ رمضان سحری کے وقت مجھے ایک خواب آیا تھا کہ میں حضرت حکیم الامۃ مولوی نور الدین صاحب کے شفاخانہ سے گذرتا ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت حکیم الامۃ ایک بڑے بھاری جلسہ کی ایک خوشنما چوکی پر **صدر نشین** ہیں اور اُن کے آگے ایک دلپسند میز بھی ہے۔ میں بخلاف عادت یکایک دیوانہ وار داڑھی تراشیدہ عادتاً صورت میں حضرت حکیم الامۃ کے سامنے جاکر کھڑا ہو گیا اور حضرت ممدوح نے بشاش چہرہ سے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم **وزیر آباد** کے رہنے والے ہو اور تم نے کبھی ملازمتیں کی ہیں۔ اسپر میں عادتاً ہنسی کے لہجہ میں شرمساری سے یہ جواب عرض کرتا ہوا کہ بہت سی ملازمتیں کیں اور چھوڑ دیں تاہم میز کے سایہ کی آڑ میں فرش پر بیٹھ گیا دیکھتا ہوں کہ مشفقی امیر احمد صاحب قریشی طالب علم حاضرین جلسہ کو بند لفافوں میں چٹھیاں رجسٹر دیکھ کے تقسیم کر رہے ہیں۔ میں نے اُن سے اپنی ذاتی عقیدت کے ذریعہ وہ چٹھی مانگی تو اُنھوں نے کہا کہ بغیر حکم حضرت حکیم الامۃ آپکو چٹھی نہیں مل سکتی۔ اس جواب کے سننے سے میرے ہجوم خیالات کا فانوس زیر و بالا ہوتے ہوئے مجلس موجودہ سے چلے جانے کے لئے ترغیب پذیر ہوا اور طبیعت میں رنج سا پیدا ہوا۔ اٹھ کھڑا ہونے کو تھا کہ مشفقی امیر احمد صاحب رشتہ دار حضرت حکیم الامۃ نے میری طرف ایک بند لفافہ پھینک دیا کہ اب مولوی صاحب ممدوح کا حکم ہو گیا ہے یہ **چٹھی** لے لو۔ میں نے اُس چٹھی کو بڑے شوق سے کھولا۔ تو اُس میں ایک عظیم الشان کسی آئندہ جلسہ کا انعقادی نوٹس (جس کی تاریخ مجھے یاد نہیں رہی) الحروف تُمری پڑھا جس میں **مجھے بھی شامل ہونے کی اجازت دی گئی تھی**۔ یہاں تک دیکھ چکنے کے بعد میں نیند سے بیدار ہوا تو کان میں بڑی مسجد سے علی الصبح کی اذان سنائی دی اور اس خواب کو میں نے **آج سے پہلے** بہت آدمیوں سے بیان کیا ہے اور میں بخدا سچ کہتا ہوں کہ یہ میرا اصلی اور سچا خواب ہے۔ اگر میں اس میں اپنی طرف سے کوئی تصنع رکھتا ہوں تو خداوند تعالیٰ مجھے اُس تصنع کی سزا دے اور یہ خواب میرے دل پر اُس جلسہ کی کیفیت و حالت کا نقشہ اب تک بجنسہ منقش ہے ۔

چونکہ حضرت حکیم الامۃ کی ذات مبارک عوام نفع رساں مخلوق خدا سے نیاز مند کو اپنی رہائش جموں۔ بھیرہ کے مختلف وقتوں سے پوری واقفیت ہے محض اپنی شرمساری اور گناہگاری کی وجہ سے شفاخانہ میں حاضر نہ ہو سکا۔ لیکن مخدومی مفتی فضل الرحمن صاحب سے پرانی آشنائی تازہ ہوتی رہی۔ اب میں حضرت حکیم الامۃ مولوی **نور الدین** صاحب بالقابہ کی **عطا کردہ چٹھی** مندرجہ بالا بحالت خواب۔ بغرض شمولیت غائبانہ عظیم الشان جلسہ کا تہ دل سے شکر گذار ہوں اور آیندہ کے لئے بھی حضرت ممدوح کی دعا کا محتاج رہوں گا ۔

حضرت حکیم الامۃ صاحب کی متذکرہ عطا کردہ چٹھی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آج **میں** حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر صدق دل اور ایمان سے **عملی احمدی** ہونے کے لئے **بیعت** کرتا ہوں اور بیعت کا احسان حضرت اقدس پر نہیں بلکہ اس کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ اپنے بوجہ **گناہگاری** کے دور کرنے اور عملی دینداری حاصل کرنے کے لئے حضرت اقدس سے امداد نیکی طلب کرتے ہیں بدیں وجہ حضرت اقدس کا احسان ہے ۔

میری رائے میں یہ واقعہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بڑا بھاری **صداقتی نشان** ہے بحالیکہ میں **سنہ ۱۹۰۲ء** میں اپنے ذاتی اخبار موسومہ **دیہاتی گوٹ لاہور** کے ذریعہ متعدد پرچوں میں حضرت اقدس کے مشن کے برخلاف لکھکر **الحکم** کو بھی مخاطب کرتا رہا۔ پھر **سنہ ۱۹۰۶ء** قصبہ قصور (لاہور) سے روزانہ پیسہ اخبار لاہور کی تقطیع کا ہفتہ وار اخبار موسومہ **اخبار مختار عام قصور** نکالا۔ اس کی **ایڈیٹری** بھی میرے ہاتھ میں تھی۔ ایک خبر آتشزدگی مقامی لوکل لکھتے ہوئے میں نے نقصان رساں شخص کو احمدی جماعت کا ظاہر کیا تھا۔ لیکن اسپر کسی **ڈپٹی** صاحب لاہور نے مجھ سے تردید کی خواہش کی۔ کہ یہ ہماری جماعت کا آدمی نہیں۔ غلط فہمی کی کاوش اُس وقت ایسی تھی کہ خواہ مخواہ ہی **ریمارک** کرنے کو دل چاہتا تھا۔ افسوس!

خدا کی قدرت ہے کہ آج میرا وہی **آہنی قلم** حضرت اقدس کی **سچائی** کے آگے چاک جگری سے اپنی غلط فہمیوں کی **تردید** کرتا ہے۔ اور اُن گذشتہ تحریروں سے معافی مانگتا ہے۔ آخر کار حضرت اقدس کی صداقت **سعید الفطرت** انسانوں کو **راہ راست** پر لا رہی ہے ۔ یاد رہے کہ مجید دوست نندرت لیکر ہمیں آسکتا۔

اظہار دل بیعت کی **دس** شرائط کی پابندی اوقات پر پورا ہونا خوف زدہ کرتی ہے اور زیادہ کمزوری یہ بھی ہے کہ میں اس سے پہلے صوم وصلوٰۃ کا عادتاً پابند نہیں تھا۔ اس لئے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حکیم الامۃ سے بالخصوص دعا کا خواستگار ہوں کہ میری کمزوریاں اور باطل خیالات مجھ سے دور ہوں اور راہ راست **نصیب** ہو ۔

ضروری التماس قابل عمل مجھ بدنصیب کے دو لڑکے ایک کا نام **عبد العزیز** ۱۱ سالہ اور دوسرے کا نام **عبد الحق** ۹ سالہ طاعون سے فوت ہوئے تھے۔ اُن کے لئے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حکیم الامۃ اور صحابہ کرام و تمام **احمدی احباب** سے غائبانہ نماز جنازہ اور دعائے **مغفرت** کے لئے لازماً **درخواست کرتا ہوں**۔ اُمید ہے کہ ہر ایک بھائی بجائے خود مرحوموں کے لئے دعا کر کے اس فرض سے سبکدوش ہوگا ۔

دعا بدرگاہ احکم الحاکمین اے مالک الملک قادر ذوالجلال **میں تجھ سے نیکی کی توفیق** مانگتا ہوں۔ اور تیری برکتوں کا اُمیدوار ہوں ؎

من گناہگاریم تو آمرزگار

احمدی جماعت کا جدید بھائی خاکسار عاجز

عبد الغنی احمدی وزیر آبادی

حال مقیم قادیان دارالامان۔ ۹۔ جنوری ۱۹۰۸ء

نوٹ ۔ دو نوجوان عزیزوں کی بیوقت موت نے یکے بعد دیگرے دائرہ دہریت کی حد تک پہنچا دیا۔ یاد رہے کہ ابتدائی حالت دہریت کی نہ تھی۔ بلکہ ہمارے خاندان میں اسلامی اصلاح کا رواج قدامت سے تاہنوز مسلسل چلا آتا ہے۔
الحمد للہ کہ میں نے کبھی دہریت میں بھی دُنیاوی زندگی کے لالچ سے اپنے آپ کو عیسائی مشن کے حوالے نہیں کیا۔ بلکہ کتابت جیسی محنت کا عادی رہا جیسا کہ افواہ ہو کہ فلاں فلاں اخبار والے بھی عیسائی مشن میں ایمان فروشی کر چکے ہیں۔ مصیبت کے آزمائشی زمانہ میں خود حفاظتی ہمت مردانگی کا کام دیتی رہی ہے **خدا مجھ کو دیکھی ہر طاقت سے**۔ اس موقعہ پر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کے پارہ آٹھواں سورۃ الاعراف رکوع تیسرا میں سے مندرجہ ذیل آیات بینات معہ ترجمہ حضرت شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی نقل کر کے حضرت اقدس کے متعلق قرآنی شہادت محض مسلمانوں کی توجہ کیلئے پیش کرتا ہوں کہ جو تاریخی کا ثبوت ہو۔ یبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایٰتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔ والذین کذبوا بایٰتنا واستکبروا عنھا اولٰئک اصحٰب النار ھم

[illegible] کے مصلحت کچھ عرصہ کے لئے خاموش ہو جاتا ہوں ؎ خدا جانے میری کشت عمل سرسبز کب ہوگی [illegible] عبد الغنی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ ۔ سیدھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کے ۔ا بینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پایدار ہے قیمت ۔ روپیہ ۔
کرکٹ بیٹ سیدھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی ۔ کین ہینڈل ۔ دو ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ ۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی ۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۔ کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی عمدہ مضبوط اور پایدار پریکٹس کے لئے ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۔

بچوں کے کرکٹ سٹ ۔ ۱۲ سے ۱۶ برس کی عمر والوں کے واسطے ایک سٹ ٹرکس ایک بال لکڑی کا فی بکس فی سٹ

۱۰ سے ۱۲ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس

فٹ بال عمدہ کا ؤ ہائڈ پایدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پایدار

بچوں کے لئے فٹ بال ۔ بلیڈر

کرکٹ بال گٹ سوں نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے
دھاگے کے سیے
پریکٹس

کرکٹ ولیس
فی کاپی

المشتہر
نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ حال از قسم پریکٹس بیٹ ۔ پریکٹس وکٹ ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا ۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے ۔ اور قیمت میں اس سے کم میں اس کو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں ۔
نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول بجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ $\frac{15}{1}$ ۰۸ء

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۲ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ ۔ روپیہ اور دوم ۔ بیانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے ۔ بیلنے گنا دبیر بیلنے والے بھی تیار ہیں ۔

آپ اسکو ثابت کر سکتے ہیں

اگر یہ بات کسی دوسری جگہ ہوئی ہوتی تو آپ اسپر یقین تو کر لیتے لیکن ثابت نہ کر سکتے اور یہ ہی گویا بڑی بات ہے ۔ آپ نے اس سے پیشتر بہت سے بیانات پڑھے ہونگے ۔ لیکن ان کی طرف بالکل توجہ نہ کی ہوگی کیونکہ نہ تو آپ ان اشخاص سے واقف ہیں کہ جن کا ذکر کیا گیا ہے اور نہ ان شہروں سے کہ جن میں وہ رہتے ہیں ۔ لیکن لیجئے یہ الفاظ ایک بمبئی کے طبیب کے بمبئی کی خلایق کی بہتری کے لئے ہیں اور یہ ہی سبب ہے کہ جیسا ہم نے پیشتر کہا آپ ان کی تصدیق کر سکتے ہیں چھٹی گلی گماٹی پور اسپتال اور سر جیکل ہال کے طبیب ڈاکٹر ڈی ۔ ایم نولے صاحب لکھتے ہیں ۔ میرے ان مریضوں کو جو کہ جوڑوں کے سخت اور پرانے درد میں مبتلا تھے ڈون کی پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) دینے سے مجھے بہت ہی عمدہ تجربہ حاصل ہوا کیونکہ ایسے بہت سے مریضوں کو کہ جن کو یہ گولیاں میں نے استعمال کرائیں پوری شفا حاصل ہوئی ایسے مریضوں کے لئے میں نے اس دوا کو نہایت مجرب پایا اور میں نے ان گولیوں کو بارہا استعمال کرایا ہے یہ گولیاں نازک گردوں کو صحت بخشتی ہیں اور ان کو خون صاف کرنے اور ان سیال زہروں کو نکالنے میں مدد کر دیتی ہیں کہ جن کی وجہ سے درد پشت ۔ گٹھیا ۔ پیشاب کی بیماریاں ۔ جلندھر ۔ ذیابیطس ۔ بیٹھا پیشاب اور گردوں کا اختلاط بگڑنا وغیرہ جیسے امراض پیدا ہوتے ہیں ۔ تمام دوا فروشوں کی دکانوں پر یا براہ راست ڈون کی اور پوسٹ آفس باکس نمبر ۳۰ بمبئی سے یہ مل سکتی ہیں ۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ روپیہ ۔ اگر آپ اپنی فرمائش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا ہے بھیجیں گے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل لینے سے کی جائے گی ۔

ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر دفعہ تو ایک ہی ڈبیا چاہئے جن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ ۔ کھرجوا ۔ کیڑے ۔ جنبر ۔ داد ۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش ۔ نمکین ۔ ناسور اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے ۔ تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ فی ڈبیا ۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی مالک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نور انی شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں

جس کے کمیشن ومنافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں یہ تریاق بے نظیر وسریع الاثر ۔ مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبایہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا ۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اتارنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء راز یعنی اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے ۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت ۔

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار زر اجرت سے مطلع فرمائیں ۔

المشتہر
فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون
مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے ۔ قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ ۔

طلا طلسمی ۔ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فاید اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پیشتر نمونہ منگوا کر آزماؤ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ ۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱ر۔ آریہ دھرم ۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر۔ نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط ۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۱ر سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۱ر۔ نور القرآن حصہ دوم ۔ عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر فیصلہ آسمانی قیمت ۲ر۔

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات ۔ تفسیر القرآن پارہ اول ۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۱۲ر) سالک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر۔ برہان الحق قیمت ۳ر۔ محامد المسیح قیمت ۱ر خطبات کریمیہ قیمت ۴ر تفسیر سورہ تبت قیمت ۳ر۔ نمونہ قرآن مجید ۳ر

المشتہر
مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور عجیب کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں آخر سے پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنی مع محصولڈاک ۴ر اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

وصیت ۱۶۱/۱۱۵

میں مسماۃ فتح بانو زوجہ مستری قطب الدین مہاجر قوم اوان پیشہ آہنگری ساکن قادیان دارالامان۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ و بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج تواریخ ۱۱ جنوری ۱۹۰۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

نوٹ۔ شرط اول و دوم و سوم کا مضمون ہر ایک وصیت میں واحد ہے اس لئے یہاں پر اس کا اندراج نہیں کیا۔

چہارم۔ میری جایداد حسب ذیل ہے مبلغ ۲۸ روپیہ ہیں جن پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس میں میرا کوئی شریک نہیں۔ آج کی تاریخ سے اس جایداد کے ۱/۳ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جائے اور یہ مبلغان مذکور میں نے اپنی دوکان میں تجارت کے لئے دئے ہوئے ہیں۔ ان کی نسبت میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ اس میں نفع دیگا تو اس کی انجمن مذکور ہی مالک متصور ہوگی۔ یعنے وصیت کردہ جایداد کے نفع کی اور انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے۔ یا اس وصیت کردہ جایداد سے منافع اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک متصور ہوگی۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی۔ میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جایداد وصیت کردہ بڑھ جاوے جیسا کہ میں نے اوپر اقرار کیا ہے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

پنجم۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جایداد مذکورہ بالا جایداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایداد ماسوائے جایداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جایداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ میں کیا ہے۔ میں ایسی جایداد کی وقتاً فوقتاً انجمن کو اطلاع دیتی رہوں گی۔ المرقوم ۱۱ جنوری ۱۹۰۸ء

العبد۔ مسماۃ فتح بانو۔ نشانی انگوٹھا

گواہ شد۔ مستری قطب الدین بقلم خود کاتب وصیت ہذا و شوہر موصیہ

گواہ شد۔ محمد صادق عفی اللہ عنہ ایڈیٹر اخبار بدر قادیان

وصیت ۲۵۶/۱۱۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں محمد عارف ولد میاں عادل قوم کلیار ساکن امیر پور ضلع ملتان مہاجر قادیان۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ و بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ شرط اول و دوم و سوم کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس کا اندراج اس جگہ نہیں کیا گیا۔

چہارم اپنی جایداد متروکہ کے متعلق میں حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے پاس کوئی غیر منقولہ جایداد نہیں ہے منقولہ جایداد یہ ہے۔ کتب و اوزار جلد سازی قیمتی ۱۷ اس کا ۱/۳ حصہ بعد وفات میری ملکیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ہوگا۔ علاوہ اس کے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ علاوہ اس کے اگر اور کوئی جایداد پیدا کروں یا بعد وفات میری متروکہ ثابت ہو۔ تو اس کے متعلق بھی میری یہی وصیت ۱/۳ حصہ کی ہے۔ ۸ جولائی ۱۹۰۷ء

العبد

محمد عارف احمدی ساکن امیر پور ضلع ملتان حال وارد قادیان

گواہ شد۔ نور الدین

گواہ شد۔ غلام محمد بقلم خود

گواہ شد۔ روشن علی بقلم خود

وصیت ۲۶۷/۱۷۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں دین محمد ولد امام دین قوم لوہار ساکن قادیان دارالامان بقائمی ہوش و حواس و بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ وصیت کا فارم مطبوعہ ہے اور شرط اول و دوم و سوم کا مضمون ہر ایک وصیت میں واحد ہے اس لئے اُس کا اندراج یہاں پر نہیں کیا گیا۔

چہارم۔ اپنی جایداد متروکہ کے متعلق میں حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے قبضہ میں ایک مکان قادیان میں ہے جس کا حدود اربعہ یہ ہے۔ مشرق شاہ راہ عام۔ مغرب مکان شیخ خیراتی قریشی۔ جنوب مکان جیون کمہار۔ شمال مکان عبد اللہ کمہار۔ واقعہ محلہ کمہاراں ہے۔ بالفعل قیمتی ایک سو بیس روپیہ (۱۲۰) اس کے علاوہ اسباب آہنی جو میری دوکان میں فروخت کے لئے موجود ہے۔ اور میرے گھر کے برتن وغیرہ ہیں۔ میں اپنی جایداد متروکہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ اس کا ۱/۳ حصہ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ میرے کسی وارث کو میری اس وصیت کے خلاف کرنے کا ہرگز ہرگز اختیار نہ ہوگا۔ ایسا ہی میری اس جایداد کے متعلق جو میں آئندہ پیدا کروں یا جو میری وفات کے بعد میری جایداد ثابت ہو۔ غرضیکہ میری ہر قسم کی جایداد کا ۱/۳ حصہ میری موت کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ صدر انجمن کو میری موصوبہ جایداد کے متعلق ہر قسم کا اختیار ہوگا جس طرح چاہے وہ کرے۔ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۰۷ء

العبد

دین محمد لوہار ولد امام الدین لوہار ساکن قادیان ضلع گورداسپور

گواہ شد

مستری قطب الدین لوہار ساکن قادیان

گواہ شد

محمد صادق عفی اللہ عنہ ۲۵ ۹/۷

وصیت ۲۶۶/۱۷۸

میں عبد اللہ پروفیسر جہانگیر ولد ولی بیگ قوم مغل ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس و بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ وصیت کا فارم مطبوعہ ہے اور شرط اول و دوم و سوم کا مضمون ہر ایک وصیت میں واحد ہے لہذا اس جگہ اس کا اندراج نہیں کیا گیا۔

چہارم۔ اپنی جایداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میرا اثاث سنہار فروشی تخمیناً دو سو روپے کا ہے اس کے متعلق میں وصیت کرتا ہوں کہ اس کا تیسرا حصہ یعنے مبلغ [illegible] اپنی زندگی میں ادا کروں گا۔ اگر ادا نہ کرسکوں۔ تو میری جایداد مذکورۂ الصدر سے وصول کر لیا جاوے۔ اگر بعد وفات میرا کوئی وارث ہو۔ تو بعد تجہیز و تکفین بقیہ مال میرے ورثاء کا حق ہوگا اور اگر کوئی وارث نہ ہو تو وہ بھی میرے وارث حقیقی و آقا و شفیع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا اُن کے جانشینان کی ملکیت ہوگا اور اپنی آمدنی ماہوار کا دسواں حصہ ماہوار از روئے ایمانداری ادا کرتا رہوں گا۔ فقط المرقوم ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء

العبد

محمد عبد اللہ بیگ عرف پروفیسر جہانگیر مہاجر قادیان بقلم خود

گواہ شد

حافظ تصور حسین مہاجر بریلوی

گواہ شد محمد صادق عفی اللہ عنہ

گواہ شد مفتی فضل الرحمن بقلم خود

وصیت ۱۶۳/۱۲۵

میں عبد السمیع ولد عبد الرحمن قوم شیخ ساکن مراوہ